رسائل و مسائل

المسئلۃ الشرقیہ

سوال :- کچھ عرصہ پہلے سید انیس شاہ جیلانی کا لکھا ہوا خاکہ "نیاز فتح پوری" پڑھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ شاہ صاحب نے نیاز فتح پوری سے حضرت مولانا مودودیؒ کی ناراضگی کی وجہ یہ لکھی تھی کہ فتح پوری نے مولانا مرحوم کی کوئی کتاب اپنے نام سے شائع کرا دی تھی۔

اب "تذکرۂ علمائے پنجاب" مصنفہ اختر راہی کا مطالعہ کیا تو مولانا مرحوم کے ذکر میں لکھا ہوا پڑھا کہ مولانا مودودیؒ نے "مسئلہ شرقیہ" کا ترجمہ کیا تھا، یہ مصطفےٰ کمال پاشا مصری کی عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جو منڈی بہاؤالدین سے نیاز فتح پوری کے نام سے شائع ہوئی۔

میری طبیعت میں تجسس بڑھا ہے اور ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچوں۔ "مسئلہ شرقیہ" اٹھا کر دیکھتا رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ کر سکا طرزِ تحریر اور اسلوبِ نگارش سے۔ اب آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ آپ ہی کوئی فیصلہ کر دیجیے۔

جواب :- آپ اس غلجان میں پڑنے کے بجائے کاش کہ فتح پوری صاحب کے کردار، نشو و نما اور ان کے شعار و اطوار کو باریکی سے سمجھتے۔ پھر آپ کو مشکل پیش نہ آتی۔ ایک بہت بڑی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس کی تفصیلات کراچی کے ادبی پرچوں میں آچکی ہیں۔ موصوف نے خدا نمبر ایک صاحب سے مرتب کرایا اور پھر اُن کے حق حقوق تو کیا ان کا نام

تک غائب کر کے اپنا نام لکھ دیا۔ پھر ایسی ہی ایک شکایت سید سلیمان ندوی کو بھی ان سے ہوئی۔ مولانا مودودیؒ تنہا ہی نیش خوردہ نہیں ہیں۔ اصل میں نیاز صاحب نے اپنے معلم مولوی صاحب کی درشتی سے ایسا شدید ردّعمل لیا جس کا انھوں نے خود ذکر کیا ہے۔ پھر مولوی یا دین کی طرف سے جو بھی چیز سامنے آئی اس سے انھوں نے انتقام لیا۔ ایسی ردّعملی کیفیات جن کرداروں میں پائی جائیں وہ اپنے پیچھے نیم جنونی کیفیت رکھتے ہیں۔ ردّعمل سب میں پیدا ہوتے ہیں مگر ایسی کیفیات کو جب غور و فکر اور صبر و تحمل سے گذار کر اعتدال پر لایا جاتا ہے تو بہت اچھے اچھے نتائج نکلتے ہیں۔ مگر جن شخصیتوں پر ردّعمل سوار ہو جائیں ان کی حرکات کے متعلق کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا ہوں گی۔

خیر یہ تو راقم کے ذاتی تاثرات ہیں۔ اب آیئے اصل مسئلے کی طرف۔ آپ جاننا چاہتے ہیں کہ مسئلہ شرقیہ کا ترجمہ مولانا مودودی نے کیا تھا اور اُسے نیاز صاحب نے اپنے نام سے چھپایا۔

اِس سلسلے میں دونوں فریق اس دُنیا سے جا چکے ــــ صرف ان کی تحریریں یا ان سے ملنے یا خط و کتابت کرنے والے لوگ باقی ہیں۔

محمد سعید صاحب ڈھاکہ نے ایک بار مولانا سید مودودی کو اسی سلسلے میں خط لکھا تو جواباً مولانا نے اپنے خط مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۷۱ء (لاہور) میں یہ تحریر فرمایا:

"میں صرف ایک دو مثالیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ نیاز صاحب نے میرے ساتھ کیا کیا بد دیانتیاں کی تھیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا مصری کی کتاب المسئلۃ الشرقیہ کا ترجمہ میں نے کیا تھا۔ اور ان کو اشاعت کے لیے دیا تھا۔ انھوں نے اس کو اپنے نام سے چھاپ دیا اور ترجمہ کا کوئی معاوضہ تک مجھے نہ دیا۔

میں نے ایک نہایت مفصّل مضمون اُن معاشی نقصانات پر لکھا تھا جو انگریزی حکومت نے ہندوستان کو پہنچائے تھے۔ وہ میری مہینوں کی

(باقی بر صفحہ ۵۶)

(بقیہ رسائل و مسائل صفحہ ۳۲)

محنت و مشقت کا نتیجہ تھا، اس کی پہلی قسط جب "نگار" میں نیاز صاحب نے نام سے شائع ہوئی تو میں نے اس پر سخت احتجاج کیا، تب باقی دو قسطیں میرے نام سے چھپیں۔

(مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودی حصہ دوم

ص ۳۱۴، ۳۱۵ — خط نمبر ۲۲۱)

اس سلسلے میں ہماری اور کوئی تحقیق نہیں ہے۔ آپ تحقیق مزید کر سکتے ہوں تو کریں۔

اس خط کے مرتب کرنے میں محمد سلطان عاصم نعمانی کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے دلچسپی لی۔

(ن، ص)